Welcome to www.tauheed-sunnat.com Multimedia Project.

Please visit us regularly.
Working to SPREAD ISLAM.

Listen Read And Watch And Learn And Act Upon Most Importantly

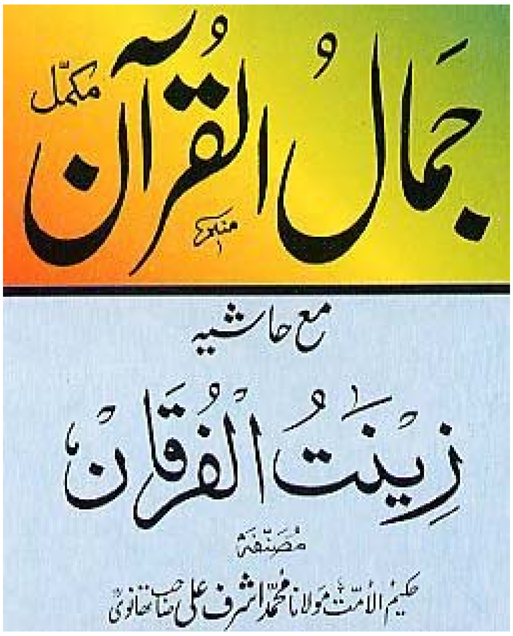

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ

بعد الحمد والصّلوٰۃ یہ چند اوراق ہیں ضروریاتِ تجوید میں مسمّٰی بہ جمال القرآن اور اس کے مضامین کو ملقب بہ لمعات کیا جاوے گا۔ محبّی مکرمی مولوی حکیم محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسۂ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر کتبِ معتبرہ سے خصوص رسالہ ہدیۃ الوحید مؤلفہ قاری مولوی عبدالوحید صاحب مدرس اوّل درجہ قرأت مدرسہ عالیہ دیوبند سے ملتقط کرکے بہت آسان عبارت میں جس کو مبتدی بھی سمجھ لیں لکھا گیا ہے اور کہیں کہیں قرأت کے دوسرے رسالوں سے بھی کچھ لکھا گیا ہے وہاں ان رسالوں کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں اپنی یادداشت سے کچھ لکھا ہے وہاں کوئی نشان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ بس جہاں کسی کتاب کا نام نہ ہو وہ یا تو ہدیۃ الوحید کا مضمون ہے اگر اس میں موجود ہو ورنہ احقر کا مضمون ہے۔ وباللّٰہ التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق۔

کتبہٗ اشرف علی تھانوی ادہمی حنفی چشتی عفی عنہ

مشورہ مفیں: اوّل اس رسالہ کو خوب سمجھا کر پڑھادیں۔ اور ہر شے کی تعریف اور مخارج وصفات وغیرہ خوب یاد کراویں۔ اس کے بعد رسالۂ تجوید القرآن نظم حفظ کرادیا جائے اور اگر فرصت کم ہو تو رسالہ حق القرآن یاد کرادیا جاوے۔ فقط۔

کتبہٗ اشرف علی عفی عنہ

تمہید جمال القرآن

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اگرچہ رسالہ جمال القرآن اس سے پیشتر مطبع بلالی ساڈھورہ و مطبع احمدی لکھنؤ و مطبع انتظامی کانپور وغیرہ میں طبع ہوکر شائع ہوچکا ہے مگر بوجہ عدم تکمیل بعض مضامین وعدم اہتمام تصحیح اس کے لیے حواشی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ احقر نے اس کے مضامین کی توضیح وتکمیل اور اغلاط کی تصحیح کے لیے حواشی لکھے تھے لیکن چونکہ عموماً حواشی کی طرف التفات کم ہوتا ہے اور اس صورت میں معتدبہ نفع کی توقع بہت کم تھی۔ اس لیے حسب ایماء وارشاد حضرت مؤلف علام مدّ فیوضہم اس نااہل نے ان حواشی میں سے جو مضامین نہایت ضروری ادا کے متعلق تھے ان کو رسالہ کا جزو بنادیا۔ اور جو مضامین بطور دلائل وتوضیح کے تھے ان کو حواشی میں رکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کردیا۔ حضرت ممدوح نے تصدیق وتحسین فرماکر طبع واشاعت کی اجازت عطا فرمادی اور تکمیل مضامین کی مناسبت سے اب اس رسالہ کا لقب **جمال القرآن** مکمل تجویز فرمادیا۔ اگر ناظرین باقتضائے بشریت کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس نااہل کی کم فہمی پر محمول فرماکر متنبہ فرمادیں۔ بعد تحقیق اس سے رجوع کرکے انشاء اللّٰہ تعالیٰ اصلاح کردی جاوے گی۔ اور اگر کسی کو اصل عبارت (جو کہ تغیر وتبدل واضافہ سے پہلے تھی) دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ مطابع مذکورہ کے مطبوعہ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔　　والسّلام

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہ گارم

کتبہٗ احقر محمد یامین عفی عنہ

جمال القرآن مکمل　　مع حاشیہ زینت الفرقان

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِؕ

بعد الحمد والصّلوٰۃ یہ چند اوراق ہیں ضروریاتِ تجوید میں مسمّٰی بہ جمال القرآن اور اس کے مضامین کو ملقب بہ لمعات کیا جاوے گا۔ محبّی مکرمی مولوی حکیم محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسۂ قدوسیہ گنگوہ کی فرمائش پر کتبِ معتبرہ سے خصوص رسالہ ہدیۃ الوحید مؤلفہ قاری مولوی عبدالوحید صاحب مدرس اوّل درجہ قرأت مدرسہ عالیہ دیوبند سے ملتقط کرکے بہت آسان عبارت میں جس کو مبتدی بھی سمجھ لیں لکھا گیا ہے اور کہیں کہیں قرأت کے دوسرے رسالوں سے بھی کچھ لکھا گیا ہے وہاں ان رسالوں کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں اپنی یادداشت سے کچھ لکھا ہے وہاں کوئی نشان بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ بس جہاں کسی کتاب کا نام نہ ہو وہ یا تو ہدیۃ الوحید کا مضمون ہے اگر اس میں موجود ہو ورنہ احقر کا مضمون ہے۔ وباللّٰہ التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق۔

کتبہٗ اشرف علی تھانوی ادہمی حنفی چشتی عفی عنہ

مشورہ مفیں: اوّل اس رسالہ کو خوب سمجھا کر پڑھادیں۔ اور ہر شے کی تعریف اور مخارج وصفات وغیرہ خوب یاد کراویں۔ اس کے بعد رسالۂ تجوید القرآن نظم حفظ کرادیا جائے اور اگر فرصت کم ہو تو رسالہ حق القرآن یاد کرادیا جاوے۔ فقط۔

کتبہٗ اشرف علی عفی عنہ

جمال القرآن مکمل　　۳　　مع حاشیہ زینت الفرقان

تمہید جمال القرآن

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ اگرچہ رسالہ جمال القرآن اس سے پیشتر مطبع بلالی ساڈھورہ و مطبع احمدی لکھنؤ و مطبع انتظامی کانپور وغیرہ میں طبع ہوکر شائع ہوچکا ہے مگر بوجہ عدم تکمیل بعض مضامین وعدم اہتمام تصحیح اس کے لیے حواشی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ احقر نے اس کے مضامین کی توضیح وتکمیل اور اغلاط کی تصحیح کے لیے حواشی لکھے تھے لیکن چونکہ عموماً حواشی کی طرف التفات کم ہوتا ہے اور اس صورت میں معتدبہ نفع کی توقع بہت کم تھی۔ اس لیے حسب ایماء وارشاد حضرت مؤلف علام مدّ فیوضہم اس نااہل نے ان حواشی میں سے جو مضامین نہایت ضروری ادا کے متعلق تھے ان کو رسالہ کا جزو بنادیا۔ اور جو مضامین بطور دلائل وتوضیح کے تھے ان کو حواشی میں رکھ کر حضرت موصوف کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کردیا۔ حضرت ممدوح نے تصدیق وتحسین فرماکر طبع واشاعت کی اجازت عطا فرمادی اور تکمیل مضامین کی مناسبت سے اب اس رسالہ کا لقب جمال القرآن مکمل تجویز فرمادیا۔ اگر ناظرین باقتضائے بشریت کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس نااہل کی کم فہمی پر محمول فرماکر متنبہ فرمادیں۔ بعد تحقیق اس سے رجوع کرکے انشاء اللّٰہ تعالیٰ اصلاح کردی جاوے گی۔ اور اگر کسی کو اصل عبارت (جو کہ تغیر وتبدل واضافہ سے پہلے تھی) دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ مطابع مذکورہ کے مطبوعہ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔　　والسّلام

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہ گارم

کتبہٗ احقر محمد یامین عفی عنہ

یہ مخارج سترہ[1] ہیں۔

(مخرج ۱) جوفِ دہن یعنی منہ کے اندر کا خلا اس سے یہ حروف نکلتے ہیں۔ واؤ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے اَلْمَغْضُوْبِ یا جب کہ ساکن ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ الف جب کہ ساکن بے جھٹکے ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے صِرَاطَ اور ساکن بے جھٹکے اس لیے کہا کہ زبر زیر پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے والا ہمزہ ہوتا ہے۔ اگرچہ[1] عام لوگ اس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ کے شروع میں جو الف ہے یا بَاْسُنَا کے بیچ میں جو الف ہے یہ واقع میں ہمزہ ہے اور اس تمام کتاب میں ایسے دونوں الفوں کو ہمزہ ہی کہا جاوے گا یاد رکھنا۔ اور جس الف اور جس واؤ اور جس یا کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے ان کو حرف مدّہ اور حروف ہوائیہ بھی کہتے ہیں پہلا نام اس لیے ہے کہ ان پر کبھی مد بھی ہوتا ہے۔ گیارہویں لمعہ کے بیان میں اسکا پورا حال معلوم ہوگا۔ اور دوسرا نام اس لیے ہے کہ یہ حرف ہوا[2] پر تمام ہوتے ہیں اور جس واؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو واؤ لین کہتے ہیں جیسے مِنْ خَوْفٍ اور جس یا ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یا لین کہتے ہیں جیسے وَالصَّیْفِ بس واؤ لین اور واؤ متحرک کا مخرج آگے سولھویں مخرج کے بیان میں آوے گا اور یاء متحرک کا مخرج آگے ساتویں مخرج کے بیان میں آوے گا۔

(مخرج ۲) اقصیٰ حلق یعنی حلق کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا۔ اس سے یہ

---

[1] متقدمین کی اصطلاح میں ہمزہ کو الف بھی کہتے ہیں کما فی فتح الباری لہٰذا ہمزہ کو الف کہنا غلط نہیں گو متاخرین کی اصطلاح کے خلاف ہے۔

[2] ہوا سے ہونٹوں سے حلق تک کا خلا و جوف مراد ہے۔

حروف نکلتے ہیں ہمزہ اور ہ۔

(مخرج ۳) وسطِ حلق یعنی حلق کا درمیان والا حصہ۔ اس سے یہ حرف نکلتے ہیں ع اور ح بے نقطہ والے۔

(مخرج ۴) ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف والا ہے۔ اس سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ اور خ نقطہ والے اور ان چھ حرفوں کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

(مخرج ۵) لہات[1] یعنی کوے کے متصل زبان کی جڑ جب کہ اوپر کے تالو سے ٹکر کھاوے اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔

(مخرج ۶) قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر اور اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں حرفوں کو لہائیہ کہتے ہیں۔

(مخرج ۷) وسطِ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو ہے۔ اور اس سے یہ حرف ادا ہوتے ہیں۔ ج۔ ش[2]۔ ی جبکہ مدہ نہ ہو۔ یعنی یائے متحرک اور یائے لین اور مدہ اور لین کے معنی مخرج (۱) کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں اور ان کو حروف شجریہ[3] کہتے ہیں۔

(ف) آگے جو مخارج آتے ہیں ان میں بعضے دانتوں کے نام عربی میں آویں گے اس واسطے پہلے ان کے معنی بتلائے دیتا ہوں ان کو خوب یاد کرلیں۔ تاکہ آگے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

جاننا چاہیئے کہ بتیس میں سے سامنے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ دو[2] اوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ اور ان ثنایا کے پہلو میں چار[3]

---

[1] بفتح اللام و ہائے ہوز و آخر فوقانی گوشت پارہ کہ شبیہ بزبان باشد و اوُ در انتہائے کام آویختہ است کما فی حاشیہ منتخب النفائس ۱۲ [2] ان کا مجموعہ جیش ہے ۱۲ زینۃ الفرقان [3] لخروجھا من شجر الفم بسکون الجیم وھو منفتح ما بین الحسین ۱۲ حقیقۃ التجوید۔

دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو رباعیات[1] اور قواطع بھی کہتے ہیں۔ پھر ان رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت نوکدار ہیں۔ ان کو انیاب[2] اور کواسر کہتے ہیں پھر ان انیاب کے پاس چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں بارہ دانت اور ہیں۔ یعنی تین اوپر داہنی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اور تین نیچے داہنی طرف اور تین نیچے بائیں طرف۔ ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور ہوتا ہے جن کو نواجذ[3] کہتے ہیں اور ان سب ضواحک اور طواحن اور نواجذ کو اضراس کہتے ہیں جن کو اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں۔ یاد کی آسانی کے لیے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کردیا ہے وہ نظم یہ ہے۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو

ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس کہ کہتے ہیں قرّاء اضراس انہیں کو

ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

(مخرج ۸) ض کا ہے اور وہ حافۂ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی یا بائیں سے نکلتا ہے۔ جب کہ اضراس علیا یعنی اوپر کی ڈاڑھ کی جڑ سے لگادیں اور بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔ مگر بہت مشکل ہے اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس حرف میں اکثر لوگ بہت غلطی کرتے ہیں اس لیے کسی مشاق قاری سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے۔ اس حرف کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیئے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالی ظاء پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پر نرمی کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا

---

[1] یعنی اوپر کی جانب ایک دانت داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب ہے اور اسی طرح نیچے کی جانب دو دانت ہیں زینۃ الفرقان [2] انیاب و ضواحک میں بھی وہی تفصیل ہے جو حاشیہ میں گزری ہے۔ ۱۲ زینۃ الفرقان۔

[3] پس کل نواجذ چار ہوئے ۱۲ زینۃ الفرقان۔

لحاظ کرکے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے[1]۔

(مخرج ۹) لام کا ہے کہ زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ۔ جب ثنایا اور رباعی اور ناب اور ضاحک کے مسوڑھوں سے کسی قدر مائل تالو کی طرف ہوکر ٹکر کھاوے۔ خواہ

---

[1] علم تجوید و قرأت کی کتابوں میں بتصریح مذکور ہے کہ ظاء معجمہ کی طرح ضاد معجمہ حرف رخوہ میں سے ہے جن کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ آواز برابر جاری رہتی ہے اور دال مہملہ حروف شدیدہ میں داخل ہے جن کے ادا کرنے میں آواز بند ہوجاتی ہے پس اگر ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھا جاوے گا تو ضاد رخوہ نہ رہے گا بلکہ دال کی طرح شدیدہ ہوکر آواز کا سلسلہ بند ہوجاوے گا حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ ضاد شدیدہ ہرگز نہیں بلکہ ظاء کی طرح رخوہ ہے۔ پس جس طرح کہ ظاء کے ادا کرنے میں آواز کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اسی طرح ضاد کے ادا کرنے میں بھی آواز برابر جاری رہنا چاہیئے۔ نیز صفت رخوت کے علاوہ ضاد معجمہ دیگر صفات میں ظاء کے ساتھ شریک ہے۔ صرف ایک صفت استطالت میں ظاء سے ممتاز ہے۔ اگر ضاد میں استطالت نہ ہوتی تو ضاد اور ظاء میں کوئی فرق نہ ہوتا اور دال سے تمام صفات میں متمایز ہے بجز ایک صفت جہر کے پس عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ جن دو حرفوں میں وجوہ اشتراک زیادہ ہوں وہ متشابہ فی الصوت ہوں گے یا جن میں وجوہِ امتیاز زیادہ ہوں وہ باہم متشابہ ہوں گے اور نقلاً یہ کہ تجوید و قرأت و فقہ و تفسیر وغیرہ کی اکثر معتبر کتابوں سے ضاد کا مشابہ ظاء ہونا ثابت ہوتا ہے اس جگہ سب روایات کو نقل کرنے سے خوف تطویل مانع ہے اور جو لوگ ضاد کو دال یا مشابہ دال پڑھتے ہیں ان کے پاس کسی معتبر کتاب کی ایک روایت بھی ایسی نہیں معلوم ہوتی جس سے صراحۃً کنایۃً ثابت ہوسکے کہ حرف ضاد کا تلفظ عین دال یا اس کے مشابہ ہے اور باقی جو لچر بیان کیا کرتے ہیں مثلاً کسی بڑے عالم کا پڑھنا یا فقہاء کا ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے منع کرنا یا عموم بلویٰ اور اسی طرح کے دوسرے تمام شبہات کا جواب مع دلائل اثبات مشابہ بین الضاد والظاء رسالہ الاقتصاد فی الضاد مصنفہ جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہٗ تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب میں مفصل مذکور ہے جس کو مطلوب ہو اس کو دیکھ لے یہاں پر اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ۱۲

محمد یامین عفی عنہ

داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور داہنی طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے۔

(مخرج ۱۰) نون کا ہے اور وہ بھی زبان کا کنارہ ہے۔ مگر لام کے مخرج سے کم ہو کر یعنی ضاحک کو اس میں دخل نہیں۔

(مخرج ۱۱) راء کا ہے اور وہ نون کے مخرج کے قریب ہے مگر اس میں پشت زبان کو بھی دخل ہے۔ ان تینوں حرفوں کو یعنی لام اور نون اور راء کو طرفیہ[1] اور ذلقیہ بھی کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۲) طا اور دال اور تاء کا ہے۔ یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اور ان تینوں حرفوں کو نطعیہ[2] کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۳) ظاء اور ذال اور ثاء کا ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا سرا ہے اور ان تینوں حرفوں کو لثویہ[3] کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۴) صاد اور زاء اور سین کا ہے اور یہ زبان کا سرا اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنایا علیا کے ہے اور ان کو حروف صفیر[4] کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۵) فاء کا ہے۔ اور یہ نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔

(مخرج ۱۶) دونوں ہونٹ ہیں۔ اور ان سے یہ حروف اداء ہوتے ہیں۔ باء اور میم اور واؤ جبکہ مدہ نہ ہوں۔ یعنی واؤ متحرک اور واؤ لین اور مدہ اور لین کے معنی مخرج ۱ کے ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان تینوں میں اتنا فرق ہے کہ باء ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اس لیے اس کو بحری کہتے ہیں۔ اور میم ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے۔ اس

---

[1] الخروجہا من ذلق اللسان بفتحتین طرف زبان (حقیقۃ التجوید) ۱۲ منہ [2] لخروجہا من نطع الغار من الحنک الاعلی ای سقفہ ۱۲ حقیقۃ التجوید و درۃ الفرید ۱۲ منہ [3] نطع بالکسر و فتح الطاء کام شکنہائے کام و فاء و درون دہن کذافی المنتخب و قولہ من الحنک الاعلی بیان لقولہ من نطع الغار ۱۲ زینۃ [4] بالکسر و فتح ثانی و واؤ مکسور و یائے مشددہ مفتوحہ زینۃ الفرقان [5] صفیر مرغ یعنی چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان حروف کی آواز مشابہ اس آواز کے ہوتی ہے۔ اس لیے ان کو حروف صفیر کہتے ہیں کما فی نوادر الوصول ۱۲ زینۃ۔

لیے اس کو برّی کہتے ہیں اور واؤ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے۔ فاء کو اور ان تینوں حرفوں کو شفویہ[1] کہتے ہیں۔

(مخرج ۱۷) خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ہے۔ اس سے غنہ نکلتا ہے۔ غنہ کا بیان آگے نویں دسویں لمعہ میں نون اور میم کے قاعدوں میں انشاء اللہ تعالیٰ آوے گا۔

اور جاننا چاہیئے کہ ہر حرف کے مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حرف[2] کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لے آوے جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس کا مخرج ہے۔

صفاتِ حروف

پانچواں لمعہ: جن کیفیتوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کیفیتوں کو صفات کہتے ہیں اور وہ دو[2] طرح کی ہیں۔ ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے ایسی صفت کو ذاتیہ اور لازمہ اور ممیزہ[3] اور مقومہ کہتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت نہ رہے۔ اور ایسی صفت کو محسنہ مزینہ مخلیہ[4] عارضیہ کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی صفات سترہ[1] ہیں۔ (۱) ھمس[5]، اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مہموسہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا

---

[1] بفتحتین و کسر سوم و بائے مشددہ مفتوحہ و قال فی الصراح والحروف الشفہیۃ الباء والفاء والمیم و لا تقل شفویۃ و فی الرضی شرح الشافیۃ شفویۃ اور شفہیۃ دونوں ذکر فی القاموس الشفہیۃ فقط و ہو الصحیح عندی فان لام الشفۃ ہاء کما فی الصراح والقاموس ۱۲ زینۃ [2] اس میں یہ شرط ہے کہ یہ حرف صحیح طور سے ادا کیا جاوے۔ سو جب اس طریق سے مخرج معلوم ہو گا کما فی شرح الجزریۃ ۱۲ زینۃ [3] وجہ التسمیۃ بہ ان ھذہ الصفات فی الحروف تکون لخصوص المحل دون محل آخر ۱۲ منہ [4] بالفتح نرم کردن آواز و آواز نرم ۱۲ زینۃ [5] یعنی وہ صفت لازمہ جو مشتبہ الصوت یا متحد فی المخرج حرفوں میں امتیاز دینے والی ہو اور جن صفات لازمہ سے امتیاز نہ ہو ان کو صفت لازمہ غیر ممیزہ کہتے ہیں ۱۲ ابن ضیاء۔

کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو اور ایسے حروف دس ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فَحَثَّہٗ[1] شَخْصٌ سَکَتَ۔

(۲) جہر۔ اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مجہورہ کہتے ہیں۔ مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جاوے۔ اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو اور مہموسہ کے سوا باقی سب حروف مجہورہ ہیں اور جہر اور ہمس دونوں صفتیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۳) شدّت، اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جاوے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو اور ایسے حرف آٹھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے۔ اَجِدُ لَکَ قَطَبْتَ[2][3]

(۴) رخوت[4]: اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو رخوہ[5] کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو اور شدیدہ اور متوسط کے سوا باقی سب حروف رخوہ ہیں اور متوسط کا بیان ابھی آتا ہے اور ہمس اور جہر کی طرح شدت اور رخوت بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اور ان دونوں صفتوں کے درمیان ایک اور ہے۔

---

[1] ترجمہ اش این است پس ترغیب داد اور اشخصیکہ ساکت شد ۱۲ منہ [2] ترجمہ اش این ست می یابم ترا کہ ترش روئی کردی ۱۲ منہ [3] من ضرب ۱۲ زینۃ [4] بالکسر سست شدن کما فی ص ۱۲ زینۃ [5] سہلہ مسترسلہ کما فی ص ۱۲ زینۃ۔

توسط: اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو متوسطہ اور بینیہ کہتے ہیں مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ آواز اس میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری جاری ہو (حقیقۃ التجوید) اور ایسے حرف پانچ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے لِنْ عُمَرُ[1] اور اس توسط کو الگ صفت نہیں گنا جاتا۔ کیونکہ اس میں کچھ شدت کچھ رخوت ہے۔ پس یہ ان دونوں سے الگ نہ ہوئی اور اس مقام پر ایک شبہ ہے وہ یہ کہ حرف تاء اور کاف کو مہموسہ میں سے بھی شمار کیا ہے حالانکہ ان میں آواز بند ہو جاتی ہے اور اسی واسطے ان کو شدیدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں ہمس ضعیف ہے اور شدت قوی ہے سو شدت[2] کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہو جاتی ہے لیکن کسی قدر ہمس ہونے سے بعد بند ہونے کے کچھ تھوڑا سا سانس بھی جاری ہوتا ہے مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جاوے گی تو کاف و تاء شدیدہ نہ رہیں گے کیونکہ رخوہ ہو جاویں گے اور دوسرے اس میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر غلط ہو جاوے گا۔[3]

(۵) استعلاء اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مستعلیہ کہتے ہیں۔ اور

---

[1] ترجمہ اش این ست۔ نرم شوائے عمر ۱۲ منہ [2] فی جہد المقل واما الشدید المہموس حرفان الکاف والتاء فیشتد صوتہما بالکلیۃ بل نفسہا ایضا لان حقیقۃ الصوت ہی النفس ثم ینفتح مخرجہما و یجری فیہما نفس کثیر مع صوت ضعیف لیحصل الہمس و فیہ الشدۃ فی آن والہمس فی زمان آخر و زاد فی حقیقۃ التجوید فالہمس فی زمان بعد آن آہ و فیہما و ہذا باب یتحیر فیہ الالباب آہ ۱۲ منہ [3] بعض لوگ کاف و تاء میں سانس کے جاری میں اس قدر مبالغہ و غلو کرتے ہیں کہ صفت شدت زائل ہو کر ہاء ہوز کی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور کاف و تاء مخلوط بالہاء ہو جاتے ہیں۔ اَبْتُمْ کو اَبْتُھُمْ اور تَقَلَّتْ کو تَھَلَّتْہٗ اور کَانَا کو کھَانَا اور ذِکْرَکَ کو ذِکْھَرَکھَ پڑھتے ہیں۔ اور یہ سراسر غلط اور بے اصل اور تمام کتب تجوید و قرأت اور اداء محققین قراء کے خلاف ہے "بلکہ کتاب النشر" علامہ جزری اور "منح الفکریہ" ملا علی قاری اور "تحفہ نذریہ" حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے اس کی تردید و تغلیط ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کی مفصل تحقیق میں مع جواب شبہات و توجیہ و مطلب عبارت جہد المقل رسالہ ضیاء الشمس فی اداء الہمس مؤلفہ احقر میں مع تصدیق حضرت مولانا تھانوی مدفیوضہم و دیگر اساتذۂ فن مذکور ہے فانظر فیہا ان شئت ۱۲ محمد یامین عفی عنہ۔

مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت ہمیشہ جڑ زبان کی اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے حروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے۔ خُصَّ[1] ضَغْطٍ[2] قِظْ[3]

(۶) استفال[4] اور جن حرفوں میں یہ صفات پائی جاویں ان کو مستفلہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف نہیں اٹھتی جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں اور مستعلیہ کے سوا باقی سب حروف مستفلہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں استعلاء اور استفال بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۷) اطباق' اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مطبقہ[5] کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے ملصق ہو جاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔

۸۔ انفتاح، اور جن حروف میں یہ صفت ہو ان کو منفتحہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگ جاوے جیسے قاف میں لگ جاتی ہے۔ خواہ نہ لگے (جہد المقل مع الشرح) اور مطبقہ کے سوا سب حروف منفتحہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اطباق و انفتاح بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

---

[1] ترجمہ اش این ست کہ در کاڑہ تنگ وقت حرارت مقیم باش ۱۲ منہ وخص بالضم وتشدید صاد خانہ نے کما فی م ۱۲ زینۃ الفرقان [2] بالفتح تنگ کردن کما فی م۔ فہو مصدر بمعنی اسم مفعول ۱۲ زینۃ الفرقان [3] بالکسر قظا من القیظ بگرما مقیم بودن بجائے من ضرب کما فی صراح ۱۲ زینۃ الفرقان [4] نقیض اعتلا کما فی تاج المصادر و اعتلاء بلند شدن وجاء متعدیا ایضا کما فی ص وفی شرح الجزریۃ الانخفاض ۱۲ زینۃ [5] بکسر باد فتح آں کما فی نوادر الوصول وذکر فی الصراح الثانی فقط وملصق بفتح صاد وبکسر آں لازم ومتعدی آمدہ کما فی اللغۃ ۱۲ زینۃ۔

(۹) اذلاق[1] اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ[2] کہتے ہیں۔ اور مطلب[3] اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں اور ایسے حروف چھ ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے فَرَّ مِنْ[4] لُبٍّ۔ یعنی ان میں جو حروف شفویہ ہیں وہ ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اور شفویہ کا مطلب مخرج ۱۶ میں گزرا ہے اور جو شفویہ نہیں وہ زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں (درۃ الفرید للشیخ الدہلوی)

(۱۰) اصمات[5] - اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو مصمتہ[6] کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے[7] کہ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے اور مذلقہ کے سوا سب حروف مصمتہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اذلاق و اصمات بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں ان دس صفات کو صفات متضادہ کہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہے جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔ آگے جو صفات آتی ہیں وہ غیر متضاد کہلاتی ہیں اور جاننا چاہیئے کہ صفات متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا۔ بلکہ جتنے حروف ہیں ہر حرف پر مقابل صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت صادق آئے گی اور صفاتِ غیر متضادہ[8] بعض حروف میں ہوں گی بعض میں نہ ہوں گی۔ اور وہ صفات غیر متضادہ یہ ہیں۔

---

[1] والذلق فی اللغۃ الطرف ۱۲ منہ [2] مذلقہ اسم المفعول ۱۲ زینۃ [3] ذلاقت لغت میں عبارت ہے فصاحت اور خفتِ کلام سے اور چونکہ یہ حرف سبکی اور سرعت سے ادا ہوتے ہیں اس لیے اس کو مذلقہ کہا جاتا ہے کما فی الصراح وغیرہ ۱۲ زینۃ [4] ترجمہ این ست گریخت از عقل ۱۲ منہ [5] فی حقیقۃ التجوید الاصمات لغۃ لمنع مطلقا واصطلاحا امتناع الکلمۃ الرباعیۃ والخماسیۃ من غیر حرف من المذلقۃ فی العسجد عجمی اسم للذہب ولیس لعربی ۱۲ منہ [6] بفتح میم ثانی کذا فی نوادر الوصول ۱۲ زینۃ [7] مصمتہ لغت میں بے جوف چیز کو کہتے ہیں پس لامحالہ وہ ثقیل ہوگی اور یہ حروف بہ نسبت ذلقیہ کے ثقیل ہیں۔ کما فی نوادر الوصول اور باعتبار مضادت مذلقہ یہ قول مناسب ہے ۱۲ زینۃ۔ اللّٰہم اغفر لکاتبہ۔

(۱۱) صفیر۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو صفیریہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت ایک آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے اور ایسے حروف تین ہیں۔ ص۔ ز۔ س۔

(۱۲) قلقلہ[1]۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالتِ سکون میں ادا کے وقت مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ اور ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ[2] جَدٍّ ہے۔

(۱۳) لین[3]۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو حروف لین کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کو مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکے اور ایسے حروف دو ہیں واؤ ساکن' اور یائے ساکن جبکہ ان سے پہلے والے حرف پر فتحہ یعنی زبر ہو جیسے۔ خَوف۔ صَیف۔

(۱۴) انحراف۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاوے ان کو منحرفہ کہتے ہیں۔ اور وہ دو حرف ہیں۔ لام اور راء اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت لام میں تو زبان کے کنارہ کی طرف اور راء میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے موقع کی طرف میلان پایا جاوے (درۃ الفرید)

(۱۵) تکریر۔ اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اس کے ادا کرنے کے وقت زبان میں ایک رعشہ یعنی لرزہ ہوتا ہے اس لیے اس وقت آواز میں تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مطلب نہیں کہ اس میں تکرار ظاہر کیا جاوے۔ بلکہ اس سے بچنا چاہیئے۔ اگرچہ اس پر تشدید بھی ہو۔ کیونکہ وہ پھر

---

[1] در لغت عبارت ست از جنبش و حرکت کذا فی نوادر الوصول ۱۲ زینۃ [2] مجموعہ ان کا اس شعر میں ہے ؎ باء و جیم و تاء و دال و قاف کو جب ہوں ساکن قلقلہ کرکے پڑھو ۱۲ منہ

[3] یعنی مدار بزرگی ۱۲ منہ۔

[4] بالکسر نرمی ضد خشونت ۱۲ منہ۔

بھی ایک ہی حرف ہے۔ کئی حرف تو نہیں ہیں۔ (درۃ الفرید ملخصا)

(۱۶) تفشی[1]۔ اور یہ صفت صرف شین کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے (درۃ الفرید)

(۱۷) استطالت[2]۔ اور یہ صفت حرف ضاد کی ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے ادا میں شروع مخرج سے آخر تک یعنی حافہ زبان کے شروع سے حافہ زبان کے آخر تک آواز کو امتداد رہتا ہے یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے پورے مخرج میں آواز جاری رہنے سے آواز بھی طویل ہو جاتی ہے۔ (جہد المقل)

(فائدہ[1]) اگر کسی کو شبہ ہو کہ یہ سات صفت جو اخیر کی ہیں جن حروف میں یہ صفات نہ ہوں ان میں ان کی ضد ضرور ہوگی۔ مثلاً ض میں استطالت ہے تو باقی سب حروف میں عدم استطالت ہوگی۔ تو یہ دونوں ضد مل کر بھی سب کو شامل ہو گئیں۔ پھر صفاتِ متضادہ و غیر متضادہ میں کیا فرق رہا۔ جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے مگر صفات متضادہ میں ہر صفت کی ضد کا کچھ نہ کچھ نام بھی تھا۔ اور ان دونوں ناموں میں سے ہر حرف پر کوئی نہ کوئی صادق آتا تھا اور چونکہ یہاں ضد کا نام نہیں۔ اس لیے اس ضد کے صادق آنے کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ دونوں صفات میں یہ فرق ہوا۔

(فائدہ ۲) محض مخارج و صفات حروف کے دیکھ کر اپنے ادا کے صحیح ہونے کا یقین نہ کر بیٹھے۔ اس میں ماہر مشاق استاد کی ضرورت ہے۔ البتہ جب تک ایسا استاد میسر نہ ہو بالکل کورا ہونے سے کتابوں ہی سے کام چلانا غنیمت ہے۔

(فائدہ ۳) اس لمعہ کے شروع میں صفت لازمہ ذاتیہ کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ اگر وہ صفت ادا نہ ہو تو وہ حرف ہی نہ رہے۔ یہ حرف نہ رہنا کئی طرح ہے ایک[1] یہ کہ دوسرا حرف ہو جاوے۔ ایک[2] یہ کہ رہے تو وہی مگر اس میں کچھ کمی اور نقصان آجاوے۔

---

[1] ہو لغۃ الانبساط کذا فی شرح الجزریۃ۔ ۱۲ زینۃ

[2] دراز شدن کما فی م ۱۲ منہ۔

ایک[۳] یہ کہ وہ کوئی عربی حرف نہ رہے۔ کوئی حرف مخترع ہو جاوے اور یہی حال ہے صحیح مخارج سے نہ نکالنے کا کہ کبھی دوسرا حرف ہو جاتا ہے کبھی اس حرف میں کچھ کمی ہو جاتی ہے کبھی بالکل ہی حرف مخترع بن جاتا ہے چونکہ ایسی غلطی سے بعض دفعہ نماز جاتی رہتی ہے اس لیے اگر ایسی غلطی ہو جاوے تو خاص اس موقع سے اطلاع دے کر کسی معتبر عالم سے مسئلہ پوچھ لینا ضروری ہے۔ اسی طرح زبر زیر یا گھٹاؤ بڑھاؤ کی غلطیوں کا یہی حکم ہے۔ جس کی مثالیں دوسرے لمعہ میں مذکور ہیں ان کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔

(فائدہ ۴) حروف کے مخارج اور صفات لازمہ میں کوتاہی ہونے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں۔ فن تجوید کا اصلی مقصد ان ہی غلطیوں سے بچنا ہے۔ اسی واسطے مخارج اور صفات کا بیان سب قاعدوں سے مقدم کیا گیا ہے۔ اب آگے جو صفاتِ محسنہ کے متعلق قاعدے آویں گے وہ اس مقصود مذکور سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ لیکن اب عام طور سے ان دوسرے درجہ کے قاعدوں کی رعایت اس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان قاعدوں سے نغمہ خوشنما ہو جاتا ہے اور لوگ نغمہ ہی کا زیادہ خیال کرتے ہیں اور مخارج وصفاتِ لازمہ کو نغمہ میں کوئی دخل نہیں اس لیے اس کی طرف توجہ کم کرتے ہیں۔

(فائدہ ۵) جس طرح یہ بے پروائی کی بات ہے کہ تجوید میں کوشش نہ کرے اسی طرح یہ بھی زیادتی ہے کہ تھوڑے سے قاعدے یاد کر کے اپنے کو کامل سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر اور ان کی نماز کو فاسد جاننے لگے یا کسی کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھے۔ محقق عالموں نے عام مسلمانوں کے گنہ گار ہونے[ل] کا اور ان کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ اس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا ان علماء کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر نظر رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے لمعہ میں دیکھ لو۔

[ل] گنہگار نہ ہونا اور نماز کا درست ہونا اس صورت میں ہے جب کہ لحن جلی نہ ہو جیسا کہ دوسرے لمعہ کے مضمون سے مستفاد ہے۔ ۱۲ از زینۃ

صفاتِ محسنہ محلیہ کے بیان میں

چھٹا لمعہ۔ جاننا چاہیئے کہ یہ صفات سب حرفوں میں نہیں ہوتیں۔ صرف آٹھ حرف ہیں جن میں مختلف حالتوں میں مختلف صفات کی رعایت ہوتی ہے۔ وہ حروف یہ ہیں لؔ۔ رؔ۔ مؔ ساکن ومشدّد نؔ ساکن ومشدّد اور نون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ لکھنے میں نون نہیں ہے مگر پڑھنے میں نون ہے جیسے بًا پر اگر دو زبر پڑھو تو ایسا ہوگا جیسے بَنْ پڑھو۔ ا۵ جس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے۔ وٗ ساکن جب کہ اس سے پہلے پیش یا زبر ہو۔ یٰ ساکن جبکہ اس سے پہلے زیر یا زبر ہو۔ دیکھو لمعہ ۴ مخرج ۱ اور ہمزہ کی حقیقت مخرج اول میں بیان کی گئی ہے۔ پھر دیکھ لو اور ان حرفوں میں جو ایسی صفات ہوتی ہیں ان میں بعضی صفات تو خود استاد کے پڑھانے ہی سے ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً الف اور واؤ اور یا اور ہمزہ کا کہیں ثابت رہنا اور کہیں حذف ہو جانا صرف ان صفات کو بیان کیا جاتا ہے جو پڑھانے سے سمجھ میں نہیں آتیں خود ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے پُر پڑھنا اور باریک پڑھنا۔ اور غنہ کرنا یا نہ کرنا اور مد کرنا یا نہ کرنا۔ اب ان آٹھوں حرفوں کے قاعدے الگ الگ مذکور ہوتے ہیں۔

لام کے قاعدوں میں

ساتواں لمعہ۔ لفظ اللہ کا جو لام ہے اس سے پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو اس لام کو پُر کر کے پڑھیں گے جیسے اَرَادَ اللّٰہُ۔ دَفَعَہُ اللّٰہُ۔ اور اس پُر کرنے کو تفخیم کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے زیر والا حرف ہو تو اس لام کو باریک پڑھیں گے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا جتنے لام ہیں سب باریک پڑھے جاویں گے جیسے مَا وَلّٰهُمْ اور کُلَّہٗ۔

(تنبیہ) اَللّٰهُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو اَللّٰہُ میں ہے کیونکہ اس کے اول میں

بھی لفظ اَللّٰہُ ہے۔

راء کے قاعدوں میں

آٹھواں لمعہ (قاعدہ) اگر راء پر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو تفخیم سے یعنی پُر پڑھیں گے جیسے رَبَّكَ رُبَمَا اگر راء پر زیر ہو تو اس کو ترقیق سے یعنی باریک پڑھیں گے جیسے رِجَالٌ۔

(تنبیہ) رّاء مشدّدہ بھی ایک راء ہے پس خود اس کی حرکت کا اعتبار کر کے اس کو پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے سِرًّا کی رّاء کو پُر پڑھیں گے اور دُرِّیٌّ کی راء کو باریک اور اس کو اگلے قاعدہ ۲ میں داخل نہ کہیں گے جیسے بعضے ناواقف اس کو دو راء سمجھتے ہیں۔ پہلی ساکن اور دوسری متحرک یہ غلطی ہے۔

قاعدہ ۲: اور اگر راءِ ساکن ہو[1] تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو کہ اس پر کیا حرکت ہے۔ اگر زبر یا پیش ہو تو اس راء کو پُر پڑھیں گے جیسے بَرْقٌ یُرْزَقُوْنَ اور اگر زیر ہے تو اس راء کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے اَنْذِرْهُمْ لیکن ایسی راء کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ ایک[1] شرط یہ ہے کہ یہ کسرہ اصلی ہو عارضی نہ ہو کیونکہ اگر عارضی ہو گا تو پھر یہ راء باریک نہ ہو گی جیسے اِرْجِعُوْا دیکھو راء ساکن بھی ہے اور اس سے پہلے حرف یعنی ہمزہ پر زیر بھی ہے مگر چونکہ یہ زیر عارضی ہے[2] اس لیے اس راء کو پُر پڑھیں گے[3] لیکن بدوں عربی پڑھے ہوئے اس کی پہچان نہیں ہو سکتی کہ کسرہ یعنی زیر اصلی کہاں ہے اور عارضی کہاں ہے جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی پڑھے

---

[1] خواہ راء کا سکون اصلی ہو یا عارضی جیسے دُسُر پر وقف کریں تو راء کا سکون عارضی ہو گا اور راء پُر پڑھی جاوے گی۔ کیونکہ اس کے ماقبل ضمہ ہے ۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب

[2] لدفع تعذر الابتداء بالسکون ۱۲ منہ۔

[3] لان الاصل فی الراء التفخیم کما ان الاصل فی اللام الترقیق ۱۲ منہ۔

عہ والدلیل علیہ تادیۃ اہل اللسان لہذہ الحرف کذلک قالہ المؤلف العلام ۱۲ زینۃ۔

ہوئے سے پوچھ کر اس قاعدے پر عمل کرے۔ دوسری شرط[1] یہ ہے کہ یہ کسرہ اور یہ راء دونوں ایک کلمہ میں ہوں اگر دو کلمے میں ہوں گے تو بھی راء باریک نہ ہو گی جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اَمِرِ ارْتَابُوْا (درۃ الفرید)

اور اس شرط کا پہچاننا بہ نسبت پہلی شرط کے آسان ہے کیونکہ کلموں کا ایک یا دو ہونا اکثر ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو پھر راء کو پُر پڑھیں گے اور ایسے حرف سات ہیں جن کا بیان پانچویں لمعہ کے ۵ میں آچکا ہے جیسے قِرْطَاس اِرْصَادًا۔ فِرْقَة۔ لَبِالْمِرْصَاد۔ ان سب میں راء کو پُر پڑھیں گے اور تمام قرآن میں اس قاعدے کے یہی چار لفظ پائے جاتے ہیں۔ اور ویسے بھی اس کا پہچاننا آسان ہے۔

(تنبیہ ۲) تیسری شرط کے موافق لفظ كُلُّ فِرْقٍ کی راء میں بھی تفخیم ہو گی لیکن چونکہ قاف پر بھی زیر ہے[2]۔ اس لیے بعضے قاریوں کے نزدیک اس میں ترقیق ہے۔ اور دونوں امر جائز ہیں۔

(تنبیہ ۳) تیسری شرط میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی راء کے بعد اسی کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو گا تو اس کو پُر پڑھیں گے تو اسی کلمہ کی قید اس لیے لگائی کہ دوسرے کلمہ میں حروف مستعلیہ کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے جیسے اَنْذِرْ قَوْمَكَ فَاصْبِرْ صَبْرًا۔ اس میں راء باریک ہی پڑھیں گے۔

(قاعدہ ۳) اور اگر راءِ ساکن سے پہلے والے حرف پر حرکت نہ ہو وہ بھی ساکن ہو۔ اور ایسا حالت[4] وقف میں ہوتا ہے جیسا ابھی مثالوں میں دیکھو گے۔ تو پھر اس

---

[1] وبعضہم عبر عن ہذا الشرط بان تکون الکسرۃ متصلۃ بالراء وبعضہم کجہد المقل بان تکون الکسرۃ متصلۃ بالراء فی کلمۃ واحدۃ وبعضہم اکتفی بکون الکسرۃ غیر عارضۃ والکل عبارات عن المعنون ۱۲ منہ

[2] وکسرۃ المیم عارض ایضاً لاجتماع الساکنین فیفخم ہذہ الراء الشرطین ہذا والاول ۱۲ منہ

[3] اور اس وجہ سے راء دو کسروں کے درمیان ہو کر ضعیف ہو گئی پس ترقیق جائز رکھی گئی کما فی شرح الجزریۃ ۱۲ منہ

[4] جبکہ وقف بالاسکان یا بالاشمام ہو ۱۲ قاری سید محمد یامین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

حرف سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پُر پڑھو جیسے لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ط بِحُکۡمِ الۡعُسۡرُ کہ ان میں راء بھی ساکن اور دال اور سین بھی ساکن اور قاف پر زبر اور عین پر پیش ہے۔ اس لیے ان دونوں کلموں کی راء کو پُر پڑھیں گے۔ اور اگر اس پر زیر ہے تو راء کو باریک پڑھو جیسے ذِی الذِّکۡرِ کہ راء بھی ساکن اور کاف بھی ساکن اور ذال پر زیر ہے اس لیے اس راء کو باریک پڑھینگے۔ تنبیہ۱ لیکن اس راء ساکن سے پہلے جو حرف ساکن ہے اگر یہ حرف ساکن یَ ہو تو پھر یَ سے پہلے والے حرف کو مت دیکھو بس راء کو ہر حال میں باریک پڑھو خواہ یَ سے پہلے کچھ ہی حرکت ہو جیسے خَیۡرٌ قَدِیۡرٌ کہ ان دونوں راء کو باریک ہی پڑھیں گے۔

(تنبیہ ۲) اس قاعدہ ۲ کے موافق لفظ مصر اور عَیۡنَ الۡقِطۡرِ پر جب وقف کیا جائے تو راء کو باریک ہونا چاہیئے مگر قاریوں نے ان دونوں لفظوں کی راء کو باریک اور پُر دونوں طرح پڑھا ہے اور اسی لیے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ خود راء پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جاوے پس مصر میں تفخیم اولیٰ ہے کہ راء پر زبر ہے اور الۡقِطۡرِ میں ترقیق اولیٰ ہے کہ راء پر زیر ہے۔

(تنبیہ ۳) اس قاعدے ۲ کی بنا پر سورۃ والفجر میں اِذَا یَسۡرِ ط پر جب وقف ہو اس کی راء مفخم ہونا چاہیئے لیکن بعضے قاریوں نے اس کے باریک پڑھنے کو اولیٰ[۱] لکھا ہے مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اس لیے اس راء کو قاعدہ مذکورہ کے موافق ہی پڑھنا چاہیئے[۲]۔

(قاعدہ ۴) راء کے بعد ایک[۳] جگہ قرآن مجید میں امالہ ہے تو راء کی اس حرکت کو زیر سمجھ کر راء کو باریک پڑھیں اور وہ جگہ یہ ہے بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىهَا[۴] اس راء کو ایسا

---

۱ لان اصلہ یسری فرققوا الراء لیدل علی الیاء المحذوفۃ ۲ کیونکہ قراء محققین مثل علامہ جزری اور شاطبی اور شرح مقدمۃ الجزریۃ والشاطبیہ وجہد المقل وغیرہ سے اس کی ترقیق ثابت نہیں ہے بلکہ غیث النفع میں اس کے پُر ہی پڑھے جانے کی تصریح ہے حیث قال ومن وقف بغیر یاء فخم الراء الخ اور یہی قاعدہ علامہ شاطبی وغیرہ کے موافق ہے ۱۲ محمد یامین عفی عنہ ۳ عند حفص ۱۲ منہ ۴ ھو فی الوصل مجراھا بالالف فامليت ۱۲ منہ۔

پڑھیں گے جیسا لفظ قطرے کی راء کو پڑھتے ہیں۔ امالہ اسی کو کہتے ہیں جس کو فارسی والے یائے مجہول کہتے ہیں۔ پس مجرٖیھا کی راء کو باریک پڑھیں[۱] گے۔

(قاعدہ ۵) جو راء وقف کے سبب ساکن ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس میں قاعدہ ۲ و ۳ کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اور کبھی اس سے پہلے والے حرف کو دیکھ کر اس راء کو باریک یا پُر پڑھنا چاہیئے تو اس میں اتنی بات اور سمجھو کہ یہ پہلے والے حرفوں کو دیکھنا اس وقت ہے جب کہ وقف میں اس راء کو بالکل ساکن پڑھا جاوے جیسا وقف کرنے کا عام طریقہ یہی ہے۔ لیکن وقف کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں وہ حرف جس پر وقف کیا ہے بالکل ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر جو حرکت ہو اس کو بھی بہت خفیف سا ادا کیا جاتا ہے اور اس کو رَوم کہتے ہیں اور یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے اس کا مفصل بیان لمعہ تیرہ[۱۳] میں انشاءاللہ تعالیٰ آوے گا۔ سو یہاں یہ بتلانا منظور ہے کہ ایسی راء پر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے تو پھر پہلے والے حرف کو نہ دیکھیں گے بلکہ خود اس راء پر جو حرکت ہوگی اس کے موافق پُر یا باریک پڑھیں گے جیسے وَالۡفَجۡرِ پر اگر اس طرح سے وقف کریں تو راء کو باریک پڑھیں اور مُنۡتَصِرٌ پر اگر اس طرح وقف کریں تو راء کو پُر پڑھیں[۲]۔

---

۱ ولا ینظر الی انہ فی الاصل الف والراء مفتوحۃ و حکم ھذہ الراء التفخیم ۱۲ منہ۔

۲ کیونکہ راء موقوفہ میں جب رَوم کیا جاوے گا تو اس کی حرکت میں اتنا ضعف ہوگا کہ صرف قریب والا سنے گا۔ لہٰذا جیسی حرکت ظاہر ہوگی ویسی ہی راء پڑھی جاوے گی ۱۲۔ ابن ضیا عفی عنہ۔

میم ساکن اور مشدّد کے قاعدوں میں

نواں لمعہ (قاعدہ ۱) میم اگر مشدد ہو اس میں غنہ ضروری ہے۔ اور غنہ کہتے ناک میں آواز لے جانے کو جیسے لَمَّا اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔

(فائدہ) غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔ اور الف کی مقدار دریافت کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو بند کرلے یا بند انگلی کو کھول لے اور یہ محض ایک انداز ہے۔ باقی اصل دارومدار استاد مشاق سے سننے پر ہے۔

(قاعدہ ۲) میم اگر ساکن ہو تو اس کے بعد دیکھنا چاہیے کیا حرف ہے اگر اس کے بعد بھی میم ہے تو وہاں ادغام ہوگا یعنی دونوں میمیں ایک ہو جاویں گی اور مثل ایک میم مشدد کے اس میں غنہ ہوگا (حقیقۃ التجوید) جیسے اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ اور اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں اور اگر میم ساکن کے بعد باء ہے تو وہاں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا اور اس اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ اس میم کو ادا کرنے کے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جاوے اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری کے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر باء کو ادا کیا جاوے (جہد المقل) جیسے مَنۡ یَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰہِ اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔ اور اگر میم ساکن کے بعد میم اور باء کے سوا اور کوئی حرف ہو تو وہاں میم کا اظہار ہوگا یعنی اپنے مخرج سے بلا غنہ ظاہر کی جاوے گی۔ جیسے اَنۡعَمۡتَ اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

(تنبیہ) بعضے حفاظ اس اخفاء و اظہار میں بآء اور وآو اور فآ کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں۔ اور اس قاعدہ کا نام بوفن کا قاعدہ رکھا ہے یعنی بعضے تو تینوں میں اخفا کرتے ہیں۔ اور بعضے تینوں میں اظہار کرتے ہیں اور بعضے ان حرفوں کے پاس میم

ساکن کو ایک گونہ حرکت دیتے ہیں۔ جیسے عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ یَمُدُّہُمۡ فِیۡ یہ سب خلافِ قاعدہ ہے۔ پہلا اور تیسرا قول تو بالکل ہی غلط ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے۔ (درۃ الفرید)

نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

دسواں لمعہ۔ اور چھٹے لمعہ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ تنوین بھی نون ساکن میں داخل ہے۔ وہاں پھر دیکھ لو مگر ان قاعدوں میں نون ساکن کے ساتھ تنوین کا نام بھی آسانی کے لیے دیا جاوے گا۔

(قاعدہ ۱) نون اگر مشدّد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے اور مثل میم مشدّد کے اس کو بھی اس حالت میں حرف غنہ کہیں گے۔ نویں لمعہ کا پہلا قاعدہ پھر دیکھو۔

(قاعدہ ۲) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حروف حلقی میں سے کوئی حرف آوے تو وہاں نون کا اظہار کریں گے یعنی ناک میں آواز نہ لے جاویں گے اور غنہ بھی نہ کریں گے جیسے اَنۡعَمۡتَ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ وغیرہ اور اس اظہار کو اظہار حلقی کہتے ہیں اور حروف حلقیہ چھ[6] ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں ؎

حرف حلقی چھ سمجھ اے نورِ عین — ہمزہ[1] ہاؔ[2] و حاؔ[3] و خاؔ[4] و عیؔن[5] و غیؔن[6]

چوتھے لمعہ میں مخرج ۲، ۳، ۴ کو پھر دیکھ لو۔ اور اظہار کا مطلب نویں لمعہ کے دوسرے قاعدہ میں پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۳) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آوے جس کا مجموعہ یَرۡمَلُوۡنَ[1] ہے تو وہاں ادغام ہوگا۔ یعنی نون اس کے بعد والے حرف سے بدل کر دونوں ایک ہو جاویں گے جیسے مِنۡ لَّدُنۡہُ دیکھو نون کو لام بنا کر دونوں لام کو ایک کر دیا۔ چنانچہ پڑھنے میں صرف لام آتا ہے۔ اگرچہ لکھنے میں نون

---

[1] ترجمہ اش ایں است خراش می کنند آں چند مرد ان۔ ۱۲ منہ

باقی ہے مگر ان چھ[۱] حرفوں میں اتنا فرق ہے کہ ان میں سے چار حرفوں میں تو غنّہ بھی رہتا ہے اور یہ غنّہ مثل نون مشدّد کے بڑھا کر پڑھا جاتا ہے کہ ان چار دل کا مجموعہ ہے۔ یَنْمُو[۲] جیسے مَنْ یُّؤْمِنُ۔ بَرْقٌ یَّجْعَلُوْنَ وغیر ذٰلک اور اس کو ادغام مع الغنّہ کہتے ہیں اور دو جو رہ گئے یعنی رَ۔ لَ۔ ان میں غنہ نہیں ہوتا۔ جیسے مِنْ لَّدُنْہُ مثال اوپر گزری ہے۔ اس میں ناک میں ذرا بھی آواز نہیں جاتی۔ خالص لام کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو ادغام بلاغنّہ کہتے ہیں اور نوں لمعہ کے قاعدہ ۱ و ۲ میں غنہ و ادغام کے معنی پھر دیکھ لو۔ مگر اس ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نون اور یہ حرف ایک کلمہ میں نہ ہوں ورنہ ادغام نہ کریں گے بلکہ اظہار کریں گے جیسے قِنْوَانٌ صِنْوَانٌ بُنْیَانٌ اور تمام قرآن میں اس قاعدہ کے یہی چار لفظ پائے گئے ہیں۔ اور ان میں جو اظہار ہوتا ہے اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۴۷) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف بَاءَ آوے تو اس نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنّہ اور اخفا کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مِنْ بَعْدِ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اور بعضے قرآنوں میں آسانی کے لیے ایسے نون و تنوین کے بعد ننھی سی میم بھی لکھ دیتے ہیں اس طرح مِنْ بَعْدِ اور اس بدلنے کو اقلاب اور قلب کہتے ہیں۔ اور اس میم کے اخفاء کا مطلب اور ادا کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو کہ اخفاء شفوی کا تھا۔ نویں لمعہ کا دوسرا قاعدہ پھر دیکھ لو۔

(قاعدہ ۵۵) نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر ان تیرہ حرفوں کے سوا جن کا ذکر قاعدہ ۲ و ۳ و ۴ میں ہو چکا ہے اور کوئی حرف آوے تو وہاں نون اور تنوین کو اخفا اور غنّہ کے ساتھ پڑھیں گے۔ اور وہ پندرہ حرف[۲] یہ ہیں۔ ت[۱] ث[۲] ج[۳] د[۴] ذ[۵] ز[۶] س[۷] ش[۸] ص[۹] ض[۱۰] ط[۱۱] ظ[۱۲] ف[۱۳] ق[۱۴] ک[۱۵]۔ اور الف کو اس لیے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن کے بعد نہیں آسکتا (درۃ الفرید) اور اس اخفا[۳] کا مطلب ہے کہ نون ساکن اور تنوین کو اس کے

---

۱ ترجمہ اش این است نمو یابد آں یک مرد ۱۲ منہ۔ ۲ حروف اخفا ان اشعار (باقی آئندہ صفحہ پر)

مخرج اصلی (کنارۂ زبان اور تالو) سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر اس طرح پڑھیں کہ نہ ادغام ہو نہ اظہار بلکہ دونوں کے درمیانی حالت ہو۔ یعنی نہ تو اظہار کی طرح اس کے ادا میں سر زبان تالو سے لگے اور نہ ادغام کی طرح بعد والے حرف کے مخرج سے نکلے بلکہ بدوں دخل زبان کے اور بدوں تشدید کے صرف خیشوم سے غنّہ کی صفت کو بقدر ایک الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے[۱]۔ اور جب تک اخفاء کی مشق کسی ماہر استاد سے میسر نہ ہو اس وقت تک صرف غنہ ہی کے ساتھ پڑھتا رہے کہ دونوں سننے میں ایک دوسرے کے مشابہ ہی ہیں اَنْتُمْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَوْمًا ظَلَمُوْا وغیرہ۔ مگر پھر بھی آسانی کے لیے اس اخفاء کی ایک دو مثالیں اپنی بول چال کے لفظوں میں بتلائے دیتا ہوں کہ کچھ تو سمجھ میں آجاوے۔ وہ مثالیں یہ ہیں کنول۔ منہ۔ اونٹ۔ بانس۔ بینگ، دیکھو ان لفظوں میں نون نہ تو اپنے مخرج سے نکلا۔ اور نہ بعد والے حرف میں ہو گیا اور اس نون کے اخفا کو اخفا حقیقی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں جمع ہیں ان کو یاد کر لو۔ پندرہ حرفوں ہیں تم اخفا کرو
مجھ سے سن لو ان کی تم تفصیل کو۔ تا و ثا و جیم و دال و ذال و زاء سین و شین و صاد و ضاد و طاء و ظاء
فاؤ قاف ہیں یہ پندرہ اس کو اخفاء حقیقی ہے لکھا ۱۲ محمد عبداللہ۔ ۳ فی حقیقۃ التجوید فالاخفاء حال بین الاظھار والادغام لاتشدید فیہ ولا تلبس فیہ ادغام کلی ولاجزئی وانما ھوان لاتظھر النون الساکنۃ عند ھذہ الحروف والفرق بین المخفی والمدغم ان المخفی مخفف فی الرسم واللفظ ومخرجہ من الخیشوم ومخرج المدغم من المدغم فیہ الی آخر ما قال صفحہ ۲۲ ۱۲ منہ
(۱) قولہ کلی ولاجزئی اھ یعنی بھا الادغام التام والناقص ۱۲ محمد یامین ۲ ہ
پس جو لوگ نون مخفی کے ادا کرنے میں زبان کی نوک کو تالو سے لگاتے ہیں ان سے اخفا ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اخفا کی جگہ اظہار کو اس کی مقدار معینہ سے بڑھا ہوا ادا کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ اس کے بعد والے حرف کے مخرج سے نکالتے ہیں ان سے بھی اخفاء ادا نہیں ہوتا بلکہ وہ اخفاء کی ادغام مع الغنہ یعنی ادغام ناقص کرتے ہیں فافہم وتامل ۱۲۔ محمد یامین غفرلہ۔

کہتے ہیں۔ اور نون کے اظہار کو جس کا بیان قاعدہ ۲ میں ہوا ہے اظہار مطلق کہتے ہیں جس طرح میم کے اخفاء و اظہار کو شفوی کہتے تھے جس کا بیان نویں لمعہ قاعدہ ۲ میں گزرا ہے۔

الف اور واؤ اور یاء کے قاعدوں میں

گیارہواں لمعہ۔ جب کہ یہ ساکن ہوں اور الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو اور یاء ساکن سے پہلے زیر ہو۔ اور اس حالت میں ان کا نام مدہ ہے دیکھو لمعہ ۴ مخرج ۱ اور کھڑا زبر اور کھڑی زیر اور الٹا پیش بھی حروف مدہ میں داخل ہے کیونکہ کھڑا زبر الف مدہ کی آواز دیتا ہے اور کھڑی زیر یائے مدہ کی اور الٹا پیش واؤ مدہ کی۔ اب ان قواعد کے بیان میں ہم فقط لفظ مدہ لکھیں گے ہر جگہ اتنے لمبے نام کون لکھے۔ (قاعدہ ۱) اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حروف مدہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں وہاں اس مدہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور اس بڑھا کر پڑھنے کو مد کہتے ہیں جیسے سَوَآءٌ سُوْٓءٌ۔ سِیْٓئَتْ اور اس کا نام مد متصل ہے۔ اور اس کو مد واجب[1] بھی کہتے ہیں۔ اور مقدار اس کی تین الف یا چار الف ہے۔ اور الف کے اندازہ کرنے کا طریقہ نویں لمعہ کے فائدہ ۱ کے قاعدہ میں لکھا گیا ہے بس اس طریقہ کے موافق تین یا چار انگلیوں کو آگے پیچھے بند کر لینے سے یہ اندازہ حاصل ہو جاوے گا۔ مگر یہ مقدار اس مقدار کے علاوہ ہے جو حروف مدہ کی اصلی مقدار ہے۔ مثلاً جَآءَ میں اگر مد نہ ہوتا تو آخر الف کی بھی تو کچھ مقدار[2] ہے۔ سو اس مقدار کے علاوہ مد کرنے کی مقدار[3] ہوگی۔

(قاعدہ ۲) اگر حروف مدہ کے بعد ہمزہ ہو اور یہ حرف مدہ اور وہ ہمزہ ایک کلمہ میں

[1] تسمی بالواجب لان کل الائمۃ لوجبہ ۱۲ محمد یامین عفی عنہ [2] ایک زبر کو دونا کرنے سے الف ہو جاتا ہے جیسے قتل سے قاتل پس الف کی مقدار ایک زبر کی دونی ہے ۱۲ ابن ضیاء عفی عنہ الہ آبادی۔ [3] مثلاً چار الف والی مقدار میں ایک الف اصلی اور تین فرعی ہے ۱۲ ابن ضیا۔

نہ ہوں۔ بلکہ ایک کلمہ کے اخیر میں تو حرف مدہ ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو۔ وہاں بھی اس مدہ کو بڑھا کر یعنی مد کے ساتھ پڑھیں گے۔ جیسے اِنَّآ اَعْطَیْنٰا اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا مگر یہ مد اس وقت ہوگا جب دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں۔ اور اگر کسی وجہ سے پہلے کلمہ پر وقف کر دیا تو پھر یہ مد نہ پڑھیں گے اور اس مد کو مد منفصل اور مد[1] جائز بھی کہتے ہیں اور اس کی مقدار بھی تین یا چار الف[2] ہے جیسے متصل کی تھی۔ ان دونوں کی الگ الگ کسی کو پہچان[3] نہ ہو تو فکر نہ کریں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

(قاعدہ ۳) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہو۔ جیسے آلْئٰنَ اس میں اول حرف ہمزہ ہے۔ دوسرا حرف الف ہے اور وہ مدہ ہے اور تیسرا حرف لام ساکن ہے اور اس کا ساکن ہونا ظاہر ہے کہ وقف کے سبب سے نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر وقف نہ کریں تب بھی ساکن ہی پڑھیں گے تو ایسے مدہ پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام مد لازم ہے۔ اور اس کی مقدار تین الف ہے اور ایسے مد کو کلمی مخفف کہتے ہیں۔ (قاعدہ ۴) اگر ایک کلمہ میں حرف مدہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے ضَآلِّیْنَ۔ اس میں الف تو مدہ ہے اور اس کے بعد لام پر تشدید ہے اس مدہ پر بھی مد ہوتا ہے اور اس کا نام بھی مد لازم ہے اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مد کو کلمی مثقل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ۵) بعضی سورتوں کے اوّل میں جو بعضے حروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں جیسے سورۂ بقرہ کے شروع میں الٓمّٓ یعنی الف لام میم۔ ان کو حروف مقطعہ کہتے

[1] تسمی بالجائز لان بعض الائمۃ لایوجبہ ۱۲ منہ [2] یہ مقدار توسط کی ہے متصل اور منفصل میں نہ طول ہے نہ قصر ۱۲ ابن ضیا [3] مد منفصل کی پہچان یہ ہے کہ حرف مد کے بعد ہمزہ ہر جگہ الف کی صورت میں مرسوم ہوگا بجز لھؤلاء کے ۱۲ ابن ضیاء۔

ہیں۔ ان میں ایک تو خود الف ہے۔ اس کے متعلق تو یہاں کوئی قاعدہ نہیں اور اس کے سوا جو اور حروف رہ گئے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں تین حرف ہیں جیسے لَآم۔ میم۔ قاف۔ نون اور ایک وہ جن میں دو حرف ہیں طٰ۔ ہٰ۔ جن میں دو حرف ہیں ان کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور جن میں تین حرف ہیں ان پر مد ہوتا ہے۔ اس کو بھی مدّ لازم کہتے ہیں۔ اور اس کی مقدار بھی تین الف ہے اور ایسے مدّ کو مدّ حرفی کہتے ہیں۔ پھر ان میں سے جن حروف مقطعہ کے اخیر حرف پر پڑھنے کے وقت تشدید ہے ان کے مد کو مد حرفی مثقل کہتے ہیں۔ جیسے الٓمٓ میں لام کو جب[1] میم کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس کے اخیر میں تشدید پیدا ہوتی ہے اور جن میں تشدید نہیں ہے ان کے مد کو مدّ حرفی مخفف کہتے ہیں جیسے الٓمٓ میں میم کے اخیر میں تشدید نہیں ہے۔

(تنبیہ ۱) تین حرفی مقطعات میں جن میں مَد پڑھنا بتلایا گیا ہے۔ اکثر میں تو بیچ کا حرف مدہ ہی ہے۔ جس کے بعد کہیں تو حرف ساکن ہے۔ جیسے مِیْم میں یؔ مدہ ہے اور اس کے بعد میم ساکن ہے اور کہیں حرف مشدد ہے جیسے لاَم میں الف مدہ ہے۔ اور اس کے بعد میم مشدّد ہے اور مدّہ پر ایسے مواقع میں ہمیشہ مد ہوتا ہی ہے۔ تو ان میں تو مدّ ہونا عام قاعدہ کے موافق ہے۔ البتہ عَیْن تین حرفی مقطعات میں بیچ کا حرف مد نہیں ہے جیسے کھیعص میں ع ہے وہاں مد ہونا اس عام قاعدے کے موافق نہیں ہے۔ اور اسی واسطے اگر مد نہ کریں تب بھی درست ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مد کریں اور اس کو مدلازم لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ۲) جو حروف مقطعات اخیر میں ہیں ان پر مد اس وقت ہے جب اس پر

---

[1] ایسے موقع پر قرآن مجید میں سب جگہ لام میم کے ساتھ ہی پڑھا جاتا ہے پس یہ قید واقعی ہے نہ احترازی ۱۲ محمد یامین۔

وقف کریں اور اگر مابعد سے ملا کر پڑھیں[1] تو پھر مد کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ جیسے سورۂ آلِ عمران میں الٓمّٓ کے میم کو اگر اللہ سے ملا کر پڑھیں تو مد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ (قاعدہ ۶۵) اگر حرف مدّہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جس کا سکون اصلی نہ ہو یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو (اور یہ ساکن مقابل ہے اس ساکن کا جو قاعدہ ۶۲ کے شروع میں مذکور ہوا ہے) تو اس مدہ پر مد کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی درست ہے لیکن کرنا بہتر ہے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر اور اس کو مدّ وقفی اور مدّ عارض بھی کہتے ہیں۔ اور یہ مدّ تین الف کے برابر ہے اور اس کو طول بھی کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ دو الف کے برابر مد کریں اور اس کو توسط کہتے ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ بالکل مد نہ کریں یعنی ایک ہی الف کے برابر پڑھیں کہ اس سے کم میں حرف ہی نہ رہے گا (آگے تنبیہ سوم دیکھو) اس کو قصر کہتے ہیں اور اس میں افضل طول ہے پھر توسط پھر قصر۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طریقہ اختیار کرو ختم تلاوت تک اسی کے موافق کرتے چلے جاؤ۔ ایسا نہ کرو کہ کہیں طول کہیں قصر کہ یہ بدنما ہے۔ اور یہ مد بھی جائز کی ایک قسم ہے اور جہاں خود مدہ پر وقف ہو وہاں یہ مد نہیں ہوتا جیسے بعضے لوگ غَفُوْرًا ط شَکُوْرًا پر وقف کر کے مد کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

(تنبیہ ۱) مدِ عارض جس طرح مدّہ پر جائز ہے اسی طرح لین پر بھی جائز ہے یعنی واؤ ساکن جس سے پہلے زبر ہو اور یاء ساکن جس سے پہلے زبر ہو (دیکھو لمعہ ۵ ص۱۲) جیسے وَالصَّیْفِ پر یا مِنْ خَوْفٍ پر وقف کریں اور جس طرح مد یعنی طول جائز ہے اسی طرح توسط اور قصر بھی۔ مگر اس میں افضل قصر ہے۔ پھر توسط پھر طول اور اس

---

[1] جب کہ سکون لازم کے بعد پھر کوئی ساکن حرف آنے سے پہلا حرف ساکن متحرک ہو جائے ورنہ مابعد حرکت ہوتے ہوئے وصل میں بھی مد کرنا ضروری ہے ۱۲ ابن ضیاء

مد کو مدِّ عارض لین کہتے ہیں۔

(تنبیہ ٢) حرف لین کے متعلق ایک قاعدہ لمعہ ١١ قاعدہ ٥ تنبیہ ١ میں بھی گزرا ہے دیکھ لو۔ کیونکہ وہاں حروف مقطعہ میں سے جو عینٓ[1] ہے اس کی یاء حرف لین ہے۔

تنبیہ ٣) یہاں تک جتنی قسمیں مد کی مذکور ہوئیں یہ سب مدِ فرعی کہلاتی ہیں۔ یعنی چونکہ اصل حرف سے زائد ہیں اور ایک مدِ اصلی ہے اور اس کو ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں یعنی الفَ اور واؤ اور یاء کی اتنی مقدار کہ اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ حرف ہی نہ رہے بلکہ زبر یا پیش یا زیر رہ جائے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

(قاعدہ ٧) یہ قاعدہ حرف مدہ میں سے صرف الف کے متعلق ہے وہ یہ کہ الف خود باریک پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پُر ہو یعنی یا تو حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ ٥ صفت ٥ میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پُر ہو جاوے گی۔ یا پُر لام ہو جیسے لفظ اللّٰہ کا لام ہے۔ جبکہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو ان صورتوں میں الف[2] کو بھی موٹا پڑھیں گے۔

اور جاننا چاہیئے کہ ان حرفوں کے پُر ہونے میں بھی تفاوت ہے۔ تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پُر ہونے میں بھی ہوگا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔ سو سب سے زیادہ تو اسم اَللّٰہ کا لام ہے۔ اس کے بعد طاء اس کے بعد صادٓ اور ضادٓ ان کے بعد ظاء اس کے بعد قاف اس کے بعد غینٓ اور خاء ان کے بعد راء (حقیقۃ التجوید[3] ص ٢٩)

---

[1] مثل حمٓ عسٓق کا عین اس کو مد لازم لین کہتے ہیں اس میں طول اولیٰ اور قصر ضعیف ہے ١٢ ابن ضیاء زاروی الہ آبادی [2] جاننا چاہیئے کہ واؤ مدہ کا بھی یہی حکم ہے جو یہاں پر الف کا بیان کیا گیا ہے عند صاحب جهد المقل اور یہ بھی معمول بہ قراء کا ہے جیسے وَالطُّوْرِ میں واؤ ثانی پُر پڑھی جاتی ہے ١٢ قاری محمد یامین [3] وفیها فاذا وقع بعد ها ای الحروف المفخمة الف فخم الالف لانه تابع لما قبلها بخلاف اختیها فانه اذا وقع بعد ها واؤ و یاء فلا یوثر تفخیمها فیهما الخ ١٢ منہ۔

ہمزہ کے قاعدوں میں

بارھواں لمعہ۔ اس کے بعضے قاعدے تو بدوں عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ اس لیے صرف دو[2] موقع کے قاعدے لکھ دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اس کی ضرورت ہے۔ (قاعدہ ١) چوبیسویں[24] سپارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں یہ آیا ہے۔ ءَاَعْجَمِیٌّ سو اس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کر کے پڑھو اس کو تسہیل کہتے ہیں۔

(قاعدہ ٢) سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں یہ آیا ہے۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ سو اس کو اس طرح پڑھو کہ بئس کے سین پر تو زبر پڑھو اور اس کے بعد کے کسی حرف سے نہ ملاؤ پھر لام جو اس کے بعد لکھا ہے اس کو زبر دے کر بعد کے سین سے ملا دو پھر میم کو اگلے لام سے ملا دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ الاسم کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں ان کو بالکل مت پڑھو۔

وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

تیرہواں لمعہ۔ اصل فنِ تجوید تو مخارج اور صفات کی بحث ہے جو بفضلہ تعالٰی بقدر ضرورت اوپر لکھی گئی۔ باقی اور تین علم اس فن کی تکمیل ہیں۔ علم اوقاف، علم قرأت، علم رسم خط، چنانچہ علم اوقاف کی ایک بحث[1] وقف کرنے کے قواعد ہیں۔

(قاعدہ ١) جو شخص معنی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہیے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے۔ بلا ضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے، البتہ اگر بیچ میں سانس ٹوٹ جاوے تو مجبوری ہے۔ پھر اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہیئے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اس سے یا اوپر سے پھر لوٹا کر اور مابعد سے ملا کر پڑھے اور اس کا سمجھنا کہ اسی

---

[1] والبحث الاخر اقسام الوقف من الحسن والقبیح والتام وغیرہ (جهد المقل) لم اذکرہ کالباقیین لانها لاتعلق بالتجوید ١٢ منہ۔

مد کو مدِّ عارض لین کہتے ہیں ۔

(تنبیہ ۲) حرف لین کے متعلق ایک قاعدہ لمعہ ۱۱ قاعدہ ۵ تنبیہ ۱ میں بھی گزرا ہے دیکھ لو ۔ کیونکہ وہاں حروف مقطعہ میں سے جو عینؔ[1] ہے اس کی یاء حرف لین ہے ۔

تنبیہ ۳) یہاں تک جتنی قسمیں مد کی مذکور ہوئیں یہ سب مد فرعی کہلاتی ہیں ۔ یعنی چونکہ اصل حرف سے زائد ہیں اور ایک مد اصلی ہے اور اس کو ذاتی اور طبعی بھی کہتے ہیں یعنی الفؔ اور واؤ اور یاءؔ کی اتنی مقدار کہ اگر اس سے کم پڑھیں تو وہ حرف ہی نہ رہے بلکہ زبر یا پیش یا زیر رہ جائے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ نہیں ہے ۔

(قاعدہ ۷) یہ قاعدہ حرف مدہ میں سے صرف الف کے متعلق ہے وہ یہ کہ الف خود باریک پڑھا جاتا ہے ۔ لیکن اس سے پہلے اگر کوئی حرف پُر ہو یعنی یا تو حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو جن کا بیان لمعہ ۵ صفت ۵ میں گزر چکا ہے یا حرف راء ہو جو کہ مفتوح ہونے سے پُر ہو جاوے گی ۔ یا پُر لام ہو جیسے لفظ اللّٰہ کا لام ہے ۔ جبکہ اس سے پہلے زبر یا پیش ہو، تو ان صورتوں میں الفؔ[2] کو بھی موٹا پڑھیں گے ۔

اور جاننا چاہیئے کہ ان حرفوں کے پُر ہونے میں بھی تفاوت ہے ۔ تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پُر ہونے میں بھی ہو گا جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے ۔ سو سب سے زیادہ تو اسم اَللّٰہ کا لام ہے ۔ اس کے بعد طاءؔ اس کے بعد صادؔ اور ضادؔ ان کے بعد ظاء اس کے بعد قاف اس کے بعد غینؔ اور خاءؔ ان کے بعد راءؔ (حقیقۃ التجوید[3] ص ۲۹)

---

[1] مثل حٰمٓ عٓسٓقٓ کا عین اس کو مد لازم لین کہتے ہیں اس میں طول اولیٰ اور قصر ضعیف ہے ۱۲ ابن ضیاء زاروی الٰہ آبادی [2] جاننا چاہیئے کہ واوِ مدہ کا بھی یہی حکم ہے جو یہاں پر الف کا بیان کیا گیا ہے عند صاحب جهد المقل اور یہ بھی معمول بہ قراء کا ہے جیسے وَالطُّوْرِ میں واؤ ثانی پُر پڑھی جاتی ہے ۱۲ قاری محمد یامین [3] وفیها فاذا وقع بعد ها ای الحروف المفخمۃ الف فخم الالف لانہ تابع لما قبلها بخلاف اختیها فانہ اذا وقع بعد ها واؤ و یاء فلا یوش تفخیمها فیهما الخ ۱۲ منہ ۔

ہمزہ کے قاعدوں میں

بارھواں لمعہ ۔ اس کے بعضے قاعدے تو بدوں عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آ سکتے ۔ اس لیے صرف دو موقع کے قاعدے لکھ دیتا ہوں کہ سب قرآن پڑھنے والوں کو اس کی ضرورت ہے ۔ (قاعدہ ۱) چوبیسویں[24] سپارے کے ختم کے قریب ایک آیت میں یہ آیا ہے ۔ ءَاَعْجَمِیٌّ سو اس کا دوسرا ہمزہ ذرا نرم کر کے پڑھو اس کو تسہیل کہتے ہیں ۔

(قاعدہ ۲) سورۂ حجرات کے دوسرے رکوع میں یہ آیا ہے ۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ سو اس کو اس طرح پڑھو کہ بئس کے سین پر تو زبر پڑھو اور اس کے بعد کے کسی حرف سے نہ ملاؤ پھر لام جو اس کے بعد لکھا ہے اس کو زبر دے کر بعد کے سین سے ملا دو پھر میم کو اگلے لام سے ملا دو ۔ خلاصہ یہ ہے کہ الاسم کے لام سے آگے پیچھے جو دو ہمزہ بشکل الف لکھے ہیں ان کو بالکل مت پڑھو ۔

وقف کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے قواعد میں

تیرھواں لمعہ ۔ اصل فنِ تجوید تو مخارج اور صفات کی بحث ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ بقدر ضرورت اوپر لکھی گئی ۔ باقی اور تین علم اس فن کی تکمیل ہیں ۔ علم اوقاف، علم قرأت، علم رسم خط، چنانچہ علم اوقاف کی ایک بحث[1] وقف کرنے کے قواعد ہیں ۔

(قاعدہ ۱) جو شخص معنی نہ سمجھتا ہو اس کو چاہیے کہ انہیں مواقع پر وقف کرے جہاں قرآن میں نشان بنا ہوا ہے ۔ بلا ضرورت بیچ میں نہ ٹھہرے، البتہ اگر بیچ میں سانس ٹوٹ جاوے تو مجبوری ہے ۔ پھر اگر مجبوری سے ایسا ہو تو چاہیئے کہ جس کلمہ پر ٹھہر گیا تھا اس سے یا اوپر سے پھر لوٹا کر اور مابعد سے ملا کر پڑھے اور اس کا سمجھنا کہ اسی

---

[1] والبحث الاخر اقسام الوقف من الحسن والقبیح والتام وغیرہ (جهد المقل) لم اذکرہ کالباقیین لانها لا تتعلق بالتجوید ۱۲ منہ ۔

کلمہ سے پڑھوں یا اوپر سے بدوں معنی سمجھے ہوئے مشکل ہے۔ جب تک معنی سمجھنے کی لیاقت نہ ہو شبہ کے موقع میں کسی عالم سے پوچھ لے۔ اور ایسی مجبوری کے وقف میں ایک اس کا خیال رہے کہ کلمہ کے بیچ میں وقف نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کے ختم پر ٹھہرے اور یہ بھی جان لو کہ وقف کرنا حرکت پر غلط ہے۔ جیسا اکثر لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کا سانس سورۂ بقرہ کے شروع میں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ کے کاف پر ٹوٹ گیا تو اس وقت کاف کو ساکن کردینا چاہیئے۔ زبر کے ساتھ وقف نہ کریں اسی طرح بے سانس توڑے وقف نہیں ہوتا۔ جیسا بعض لوگ آیت کے ختم پر ساکن حرف پڑھتے ہیں۔ اور بے سانس توڑے دوسری آیت شروع کردیتے ہیں۔ یہ بھی بے قاعدہ ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی مجبوری میں جو کسی کلمہ پر وقف کرو تو وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اسی کے موافق وقف کرو۔ اگرچہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو۔ پڑھنے کے موافق نہ کریں گے۔ مثلاً اَنَا میں جو الف نون کے بعد ہے وہ ویسے پڑھنے میں تو نہیں آتا لیکن اگر اس کلمہ پر وقف کیا جاوے گا تو پھر اس الف کو بھی پڑھیں گے اور پھر جب اس کلمہ کو لوٹاویں گے تو اس وقت چونکہ مابعد سے ملاکر پڑھیں گے۔ اس لیے یہ الف نہ پڑھا جاوے گا۔ ان باتوں کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو اس میں بڑے بڑے حافظ غلطی کرتے ہیں۔

(تنبیہ) قاعدہ مذکورہ کے اخیر میں جو لکھا گیا ہے کہ وہ کلمہ جس طرح لکھا ہے اس کے موافق ٹھہرو۔ اس قاعدہ سے یہ الفاظ مستثنیٰ ہیں اَفَیَعْفُوْا سورۂ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں اور اَنْ تَبُوْءَ سورۂ مائدہ کے پانچویں رکوع میں اور لِتَتْلُوَا سورہ رعد کے چوتھے رکوع میں اور لَنْ نَّدْعُوَا سورۂ کہف کے دوسرے رکوع میں اور لِیَرْبُوَا سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں اور لِیَبْلُوَا سورۂ محمدؐ کے اول رکوع میں اور نَبْلُوَا سورۂ محمدؐ کے چوتھے رکوع میں اور ثَمُوْدَا چار جگہ سورۂ ہود، سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت اور سورۂ نجم میں۔ اور دوسرا قَوَارِیْرَا سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں۔ ان سب الفاظ میں الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا۔ نہ وصل میں نہ وقف میں اور لفظ لٰكِنَّا خاص سورۂ کہف

میں اور اَلظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُوْلَا اور اَلسَّبِیْلَا یہ تینوں سورۂ احزاب میں سَلٰسِلَا اور پہلا قَوَارِیْرَا یہ دونوں سورۂ دہر میں اور لفظ اَنَا جہاں کہیں آوے تمام قرآن میں ان تمام لفظوں میں بحالتِ وصل الف نہیں پڑھا جاتا اور حالتِ وقف میں الف پڑھا جاتا ہے۔ مگر خاص لفظ سَلٰسِلَا کو حالتِ وقف میں بدون الف پڑھنا بھی مروی ہے یعنی سَلٰسِلْ۔

(قاعدہ ۲۵) جس کلمہ پر وقف کیا ہے اگر وہ ساکن ہے تب تو اس میں کوئی بات بتلانے کی نہیں اور اگر وہ متحرک[1] ہے تو اس پر وقف کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہی جو سب جانتے ہیں کہ اس کو ساکن کردیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر جو حرکت ہے اس کو بہت خفیف سا ظاہر کیا جاوے اس کو رَوم کہا جاتا ہے اور اندازاً اس حرکت کا تہائی حصہ ہے اور یہ زبر میں نہیں ہوتا ہے۔ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے جیسے بسم اللہ کے ختم پر میم پر بہت ذرا سا زیر پڑھ دیا جاوے کہ جس کو بہت پاس والا سن سکے یا نَسْتَعِیْنُ کے نون پر ایسا ہی ذرا سا پیش پڑھ دیا جاوے اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے نون پر چونکہ زبر ہے یہاں ایسا نہ کریں گے۔ تیسرا طریقہ یہ کہ اس حرکت کا اشارہ صرف ہونٹوں سے کردیا جاوے یعنی پڑھا بالکل نہ جاوے، بلکہ اس حرکت کے ظاہر پڑھنے کے وقت ہونٹ جس طرح بن جاتے ہیں اسی طرح ہونٹوں کو بنایا جاوے اور اس حرف کو بالکل ساکن ہی پڑھا جاوے۔ اور یہ اشمام کہلاتا ہے۔ اور اس کو پاس والا بھی نہیں سن سکتا۔ کیونکہ اس میں حرکت زبان سے تو ادا ہوئی نہیں البتہ آنکھوں والا پڑھنے والے کے ہونٹ دیکھ کر پہچان سکتا ہے کہ اس نے اشمام کیا ہے اور اشمام صرف پیش میں ہوتا ہے اور زبر زیر میں نہیں ہوتا۔ مثلاً نَسْتَعِیْنُ کے نون پر پیش ہے اس پیش کو پڑھا تو بالکل نہیں نون کو بالکل ساکن پڑھا مگر ہونٹوں کو نون ادا کرنے کے وقت ایسا بنادیا جیسا پیش پڑھنے کے وقت بن جاتے ہیں یعنی ذرا چونچ سی بنادی۔

---

[1] یعنی متحرک بحرکت اصلیہ کیونکہ جہاں حرکت عارضی ہو اس کا یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ عنقریب قاعدہ ۳۰ میں آتا ہے ۱۲ [illegible]۔

(قاعدہ ۳) جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جائز ہے مگر حرکت ظاہر کرنے کے وقت تنوین کا کوئی حصہ ظاہر نہ کیا جاوے گا (تعلیم الوقف حضرت قاری عبداللہ صاحب رح مکی۔)

(قاعدہ ۴) تاء جو کہ ۃ کی شکل میں گول لکھی جاتی ہے مگر اس پر نقطے بھی دیے جاتے ہیں اگر ایسی تاء پر وقف ہو تو وہاں دو باتوں کا خیال رکھو۔ ایک تو یہ کہ اس کو ہ کے طور پر پڑھو دوسرے یہ کہ وہاں روم اور اشمام مت کرو (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۵) روم اور اشمام حرکت عارضی پر نہیں ہوتا ہے جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ میں کوئی شخص لَقَدْ پر وقف کرنے لگے تو دال کو ساکن پڑھنا چاہیے اس کے زیر میں روم نہ کریں کیونکہ عارضی ہے (تعلیم الوقف) اور اس کو بھی عربی والے جان سکتے ہیں۔ تم کو جہاں جہاں شبہ ہو کسی عالم سے پوچھ لو۔

(قاعدہ ۶) جس کلمہ پر وقف کرو اگر اس کے اخیر حرف پر تشدید ہو تو روم اور اشمام میں تشدید بدستور باقی رہے گی (تعلیم الوقف)

(قاعدہ ۷) جس کلمہ پر وقف کیا جاوے اگر اس کے اخیر حرف پر زبر کی تنوین ہو تو حالت وقف میں اس تنوین کو الف سے بدل دیں گے جیسے کسی نے فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً پر وقف کیا تو اس طرح پڑھیں گے۔ نِسَآءَ

(قاعدہ ۸) جس مدِ وقفی کا بیان گیارہویں لمعہ کے قاعدہ ۱۶ میں ہوا ہے۔ اگر روم کے ساتھ وقف کیا جاوے اس وقت مد نہ ہوگا مثلاً اَلرَّحِيْمُ یا نَسْتَعِيْنُ میں اگر پیش یا زیر کا ذرا سا حصہ ظاہر کر دیں تو پھر مد نہ کریں گے (تعلیم الوقف)

فوائدِ متفرقہ ضروریہ کے بیان میں

چودھواں لمعہ۔ اور گو ان میں سے بعض بعض فوائد اوپر بھی معلوم ہو گئے ہیں مگر چونکہ دوسرے مضامین کے ذیل میں بیان ہوئے تھے۔ شاید خیال نہ رہے اس لیے ان کو

پھر لکھ دیا اور زیادہ تر نئے فائدے ہیں۔

(فائدہ ۱) سورۂ کہف کے پانچویں رکوع میں لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ یعنی لٰكِنَّا میں الف لکھا ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا البتہ اگر اس پر کوئی وقف کر دے تو اس وقت پڑھا جاوے گا۔

(فائدہ ۲) سورۂ دہر کے شروع میں سَلٰسِلَا یعنی دوسرے لام کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ بھی پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے اور پہلے لام کے بعد جو الف لکھا ہے وہ ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

(فائدہ ۳) اسی سورۂ دہر میں وسط کے قریب قَوَارِيْرَا قَوَارِيْرَا دو دفعہ ہے۔ اور دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے سو ان کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا۔ خواہ وقف ہو یا نہ ہو۔ اور پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جاوے گا اور وقف نہ کرو تو الف نہیں پڑھا جاوے گا اور زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ کو وقف کرتے ہیں دوسری جگہ نہیں کرتے تو اس صورت میں پہلی جگہ الف پڑھو دوسری جگہ مت پڑھو۔

(فائدہ ۴) قرآن میں ایک جگہ امالہ ہے یعنی سورۂ ہود میں جو بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا ہے اس کا بیان لمعہ ۳ قاعدہ ۴ میں دیکھ لو۔

(فائدہ ۵) سورۂ حم سجدہ میں ایک جگہ تسہیل ہے ءَاَعْجَمِيٌّ اس کا بیان بارہویں لمعہ کے قاعدہ ۱ میں گزرا ہے دیکھ لو۔

(فائدہ ۶) سورۂ حجرات میں بِئْسَ الِاسْمُ میں الاسم کا ہمزہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس کے لام کو اس کے سین سے ملا دیتے ہیں اس کا بیان بھی بارہویں لمعہ کے قاعدہ ۲ میں گزرا ہے۔

(فائدہ ۷) لَئِنْ بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ اور مَا فَرَّطْتُّمْ اور مَا فَرَّطْتُّ میں ادغام ناتمام ہوتا ہے۔ یعنی طاء کو تاء کے ساتھ ملا کر مشدد کر کے اس طرح پڑھا جاوے

کہ طآء اپنی صفت استعلاء واطباق کے ساتھ بدوں قلقلہ کے پُرادا ہو اور تآء باریک ادا ہو۔ اور اَلَمۡ نَخۡلُقۡكُّمۡ میں بہتر یہی[1] ہے کہ پورا ادغام کیا جاوے۔ یعنی قاف بالکل نہ پڑھا جاوے بلکہ قاف کو کاف سے بدل کر اور دونوں کو ملا کر مشدد کر کے پڑھا جاوے۔

(فائدہ ۸) ن والقلم اور یٰس والقرآن الحکیم میں نون اور سین کے بعد جو واؤ ہے یرملون کے قاعدہ کے موافق جس کا ذکر دسویں لمعہ کے قاعدہ ۳ میں آچکا ہے اس واؤ میں ادغام ہونا چاہیے۔ مگر ادغام نہیں کیا جاتا[2]

(فائدہ ۹) سورۂ یوسف کے دوسرے رکوع میں ہے لَا تَأۡمَنَّا اس میں نون پر اشمام کیا کرو۔

(فائدہ ۱۰) قرآن مجید میں کہیں کہیں سکتہ لکھا ہوا پاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذرا ٹھہر جاؤ مگر سانس مت توڑو اور باقی سب قاعدے اس میں وقف کے جاری ہوں گے[3] مثلاً سورۂ قیامہ میں ہے مَنۡ سکتہ رَاقٍ تو یرملون کے موافق من کے نون کا "ر" میں ادغام ہو جاتا ہے مگر ادغام نہیں ہوا۔ کیونکہ جب سکتہ کو بجائے وقف کے سمجھا تو گویا نون اور راء میں اتصال نہیں رہا اس لیے ادغام نہیں ہوا۔ اسی طرح سورۂ کہف میں ہے عِوَجًا سکتہ قَيِّمًا تو اگر عِوَجًا پر وقف نہ کریں اور مابعد سے ملا کر پڑھیں تو اخفاء نہیں ہو گا۔ بلکہ زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر سکتہ کیا جاوے گا اور تمام قرآن شریف میں حفص کی روایت میں کل سکتے چار ہیں۔ ایک[1] سورۂ قیامہ میں دوسرا سورۂ کہف میں جو کہ مذکور ہوئے تیسرا[2] سورۂ یٰس میں مِنۡ مَّرۡقَدِنَا کے الف پر جب کہ مابعد سے ملا کر پڑھا جائے۔ اور چوتھا سورۂ مطففین میں كَلَّا بَلۡ کے لام ساکن پر لیس ان کے سوا سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ نہیں۔

---

[1] ویجوز الناقص ایضا وھو ان یبقی بعض صفات القاف علم ۱۲ منہ [2] عن حفص ۱۲ منہ [3] اختیارہ لانہ سھل علی الاطفال ویجوز الروم ایضا لا تامنا ولا یجوز الادغام المحض ۱۲ منہ۔

(۱) کما لا یجوز الاظھار المحض ۱۲ قاری محمد یامین صاحب سلمہ۔

(فائدہ ۱۱) قرآن میں جہاں پیش آوے اس کو واؤ معروف کی سی بو دے کر پڑھو اور جہاں زیر آوے اس کو یائے معروف کی سی بو دے کر پڑھو۔ ہمارے ملک میں پیش کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ مجہول پیدا ہوتی ہے اور زیر کو ایسا پڑھتے ہیں کہ اگر اس کو بڑھا دو تو یائے مجہول پیدا ہوتی ہے تو یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے۔ ایسا مت کرو بلکہ پیش کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو واؤ معروف پیدا ہو اور زیر کو ایسا پڑھو کہ اگر اس کو بڑھا دیا جائے تو یائے معروف پیدا ہو اور زیر اور پیش کے اس طرح ادا ہونے کو ماہر استاد سے سن لو۔ لکھا ہوا دیکھنے سے سمجھ میں شاید نہ آیا ہو۔

(فائدہ ۱۲) جب واؤ مشدّد یا کہ یاء مشدّد پر وقف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہیئے تاکہ تشدید باقی رہے۔ جیسے عَدُوٌّ ط اور عَلَى النَّبِيِّ ط

(فائدہ ۱۳) سورۂ یوسف میں ہے۔ لِيَكُونًا مِّنَ الصّٰغِرِينَ ط اور سورۂ اقراء میں ہے لَنَسۡفَعًا بِالنَّاصِيَةِ اگر لِيَكُونًا اور لَنَسۡفَعًا پر وقف کرو تو الف[1] سے پڑھو یعنی تنوین مت پڑھو۔

(فائدہ ۱۴) چار لفظ قرآن مجید میں ہیں کہ لکھے تو جاتے ہیں صاد سے اور اس صاد پر چھوٹا سا س بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس کا قاعدہ سمجھ لو ایک[1] تو سورۂ بقرہ میں ہے يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ دوسرا سورۂ اعراف میں فی الخلق بَصۜۡطَةً ان دونوں جگہ میں سین پڑھو۔ تیسرا سورۂ طور میں اَمۡ هُمُ الۡمُصَيۡطِرُونَ اس میں چاہے سین پڑھو چاہے صاد پڑھو۔ چوتھا سورۂ غاشیہ میں بِمُصَيۡطِرٍ اس میں صاد پڑھو۔

(فائدہ ۱۵) کئی مواقع قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ لکھا ہوا تو ہے لَا اور پڑھا جاتا ہے لَ پڑھتے وقت ان کا بہت خیال رکھو ایک سورۂ عمران میں لَاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُونَ

---

[1] وان کان خلاف القیاس لانہا نون خفیفۃ لکن الوقف یکون تابعًا للرسم ۱۲ ع

ع ھذہ القاعدۃ اکثریۃ لا کلیۃ فان ثمودا بالالف اذا وقف علیہ لا یکون وقفہ تابعًا للرسم ۱۲۔
(قاری محمد یامین)

دوسرا سورۂ توبہ میں وَلَاۡاَوۡضَعُوۡا تیسرا سورۂ نمل میں اَوۡلَاۡاَذۡبَحَنَّہٗ چوتھا والصّٰفّٰت میں لَاۡاِلَی الۡجَحِیۡمِ پانچواں سورۂ حشر میں لَاۡاَنۡتُمۡ اَشَدُّ اسی طرح سورۂ آل عمران کے پندرہویں رکوع میں لکھا ہوا ہے اَفَاۡئِنۡ اور پڑھا جاتا ہے اَفَئِنۡ اور چند مقامات میں لکھا ہوا تو ہے مَلَاۡئِہٖ اور پڑھا جاتا ہے مَلَئِہٖ اور سورۂ کہف کے چوتھے رکوع میں لکھا ہوا تو ہے لِشَاۡیۡءٍ اور پڑھا جاتا ہے لِشَیۡءٍ اور بعض جگہ لکھا ہوا ہے نَبَاۡیِٔ اور پڑھا جاتا ہے نَبَیِٔ ۔

(تنبیہ) مذکورہ قاعدے اکثر تو وہ ہیں جن میں کسی کا اختلاف نہیں اور جن میں اختلاف ہے ان میں سے امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد لکھے ہیں جن کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں اور انہوں نے قرآن مجید حاصل کیا ہے۔ امام عاصمؒ تابعی سے اور انہوں نے زرّ[1] بن حبیش اسدیؒ اور عبداللہ بن حبیب سلمیؓ سے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ان سب حضرات نے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

خاتمہ :۔ چاند کا پورا لمعہ بھی چودہویں رات کو ہوتا ہے اور یہاں بھی چودہویں کے ختم پر سب مضامین پورے ہو گئے۔ اس لیے یہاں پہنچ کر رسالہ کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرما دے۔ طالب علموں سے خصوص بچوں سے خصوص قدسیوں سے رضائے مولیٰ کی دعا کا طالب ہوں۔

اشرف علی عفی عنہ ۵ صفر ۱۳۳۴ھ

---

[1] زر بالکسر و شدتِ راء و حبیش بالضم و فتح ثانی و سکون ثالث مصغر کما فی المغنی والتقریب ۱۲ از زینۃ۔

Welcome to www.tauheed-sunnat.com Multimedia Project.

Please visit us regularly.
Working to SPREAD ISLAM.

Listen Read And Watch And Learn And Act Upon Most Importantly